''علامہ صابونی کا تفسیری منہج فکر''

سلطان احمد*

Abstract:

Sheikh Muhammad Ali Sabooni is a renowned scholar of Syria. He got Ph.D degree from Jamia-tul-Azher, Egypt. He had been professor at Makkah University, Saudi Arabia. He is the author of many books in Arabic. His research articles have been published in various research journals. His works have also been translated in other languages of th Islamic World. The scholars have much admired his works. He had been declared the personality of the year 2007 A.D. by the government of Dubai. He also compiled a great Tafseer named "Rawai-ul-Bayan" which is the best result of his knowledge, approach and research. This article highlights on its main and prominent features.

فضیلۃ الشیخ محمد علی صابونی شام کے شہر حلب شہباء میں 1930ء میں پیدا ہوئے، یہ شہر علم اور علماء کا مسکن ہے۔آپ کا خاندان علم وفضل کے اعتبار سے ممتاز تھا اور آپ کے والد صاحب اکابر علماء کرام میں سے تھے، شیخ صابونی نے علوم عربیہ، فرائض اور دیگر دینی علوم اپنے والد صاحب شیخ جمیل سے حاصل کئے اور پھر ایک دینی مدرسے سے اوائل عمر میں ہی قرآن کریم حفظ کیا اور کم سنی ہی میں شیخ صابونی نے شام کے اکابر علماء کرام سے تعلیم حاصل کی اور آپ نے علم کی محبت میں سرشاری کی کیفیت میں ہی نشوونما پائی۔آپ جلیل القدر شیوخ سے ملاقات کا بھی ازحد شوق رکھتے تھے۔

شیوخ واساتذۂ کرام

شیخ صابونی نے بہت سے شیوخ واساتذہ کرام سے علم حاصل کیا۔ان میں سے چند ممتاز اساتذۂ کرام میں فضیلۃ الشیخ محمد نجیب سراج (عالم شہباء)،فضیلۃ الشیخ احمد الشماع،فضیلۃ الشیخ محمد سعید الادلبی،فضیلۃ الشیخ راغب الطباخ،فضیلۃ الشیخ محمد نجیب خیاطۃ (شیخ القراء) اور اس دور کے دیگر فاضل اور ممتاز علماء شامل ہیں۔شیخ صابونی

* اسسٹنٹ پروفیسر گورنمنٹ ولایت حسین اسلامیہ کالج ملتان۔

خاص دروس واسباق کیلئے بعض مشائخ کے پاس ان کی مساجد اوران کے گھروں میں بھی حاضر ہوتے رہے۔

شیخ محمد علی صابونی نے گورنمنٹ کے مدارس سے درسِ نظامی پاس کیا اور جب آپ نے ابتدائی امتحان پاس کر کے سند حاصل کر لی تو اس کے بعد آپ نے ایک سال تک اکاؤنٹس اور انٹرمیڈیٹ اِن کامرس کو پڑھا اور جب آپ نے اِس تعلیم کو اپنے مزاج کے مطابق نہ پایا تو آپ نے اکاؤنٹنگ اور کامرس کی تعلیم کو خیر باد کہہ دیا، اِن مضامین میں آپ ہمیشہ اپنے ہم جماعت ساتھیوں میں اوّل آتے تھے۔

پھر آپ نے حلب کے شہر میں ثانویہ شرعیہ میں داخلہ لے لیا، جسے ''خسرویہ'' کہا جاتا تھا۔ یہاں آپ کی تعلیم دین ودُنیا کا حسین امتزاج تھی کیونکہ یہاں علومِ شرعیہ کے ساتھ ساتھ وہ سائنسی علوم بھی پڑھائے جاتے تھے جو کہ وزارۃ المعارف کے تحت تھے اور یہاں پر علومِ شرعیہ کا نصاب تفسیر، حدیث، فقہ، اصول، فرائض (وراثت) اور دیگر سارے شرعی علوم پر مشتمل تھا اور یہاں کیمیا، فزیالوجی، الجبراء، علوم الہندسہ، تاریخ، جغرافیہ اور انگریزی زبان کے مضامین بھی پڑھائے جاتے تھے۔ پس اسی وجہ سے آپ کی یہاں تعلیم شرعی اور جدید علوم کا حسین مرقع تھی اور 1949ء میں آپ ثانویہ شرعیہ سے فارغ ہوئے۔

اعلیٰ تعلیم کیلئے بیرونِ ملک روانگی

جب شیخ محمد علی صابونی نے ثانویہ شرعیہ امتیازی پوزیشن سے پاس کر لیا تو وزارتِ اوقاف شام نے اپنے خرچ پر آپ کو مصر کے شہر قاہرہ میں واقع جامعۃ الازہر شریف میں اعلیٰ تعلیم کیلئے بھیجا، پس یہاں بھی آپ نے 1952ء میں کلیۃ الشریعہ کی ڈگری امتیازی پوزیشن کے ساتھ حاصل کی۔

قضاءشرعی میں تخصص: **(Specialization)**

پھر اس کے بعد شیخ صابونی نے تخصص کی تعلیم مکمل کی اور 1954ء میں جامعۃ الازہر شریف سے قضاء شرعی میں تخصص کی شہادۃ العالمیہ کی ڈگری بھی تفوق اور امتیازی پوزیشن سے پاس ہو کر حاصل کی اور یہ ڈگری آج کے جدید دور میں اعلیٰ ترین ڈگری شمار کی جاتی ہے اور یہ موجودہ پی ایچ ڈی (Ph.D) کی ڈگری کے برابر ہے۔

شام کی طرف مراجعت اور درس وتدریس

جامعۃ الازہر مصر سے تعلیم بطریقِ احسن مکمل کر کے آپ پھر شام میں اپنے شہر میں واپس آ گئے اور حلب

شھباء کے شہر میں اسلامی تہذیب وثقافت اور ٹیچرز ٹریننگ (تربیتِ اساتذہ) کے مضامین میں استاد مقرر ہوئے اور یہاں آپ 1955ء سے 1962ء تک تدریس کے فرائض سرانجام دیتے رہے۔

تحقیق التراث (علمی ورثہ کی تحقیق)

بعد ازاں شام کی وزارتِ تربیت نے آپ کو سعودی عرب میں مکۃ المکرّمہ اُم القریٰ یونیورسٹی کے کلیۃ الشریعہ والدراسات الاسلامیہ اور کلیۃ التربیت میں (Deputation) پر تدریس کے فرائض سرانجام دینے کیلئے بھیجا اور آپ شام کی طرف سے مکۃ المکرّمہ جانے والے وفد کے سربراہ بھی تھے۔ پس اِس جامعہ میں آپ نے تقریباً اٹھائیس سال تک پڑھایا اور اس عرصے میں آپ کے ہاتھوں سے بڑے بڑے عظیم اساتذہ فارغ التحصیل ہو کر نکلے اور آپ کی اپنی مشغولیت اور دلچسپی تحقیق وتصنیف میں تھی۔ لہٰذا جامعہ اُمُّ القُریٰ نے بعض اسلامی علمی وتہذیبی ورثے کی کتب کی تحقیق آپ کے سپرد کردی۔ لہٰذا آپ ''مرکز البحث العلمی واحیاء التراث الاسلامی'' میں ریسرچ سکالر کے طور پر تعینات کر دیئے گئے۔

علمی وتحقیقی شاہکار

اس جگہ آپ قرآن مجید کی ایک عظیم تفسیر کی تحقیق میں ہمہ تن مصروف ومشغول ہو گئے۔ اس تفسیر کا نام ''معانی القرآن'' ہے اور جسے امام ابی جعفر النحاس (المتوفی 338ھ) نے تحریر کیا تھا اور پوری دُنیا میں اس کا ہاتھ سے لکھا ہوا صرف ایک نسخہ دستیاب تھا اور اس کا دوسرا نسخہ کہیں بھی نہ تھا۔ پس آپ اس کی تحقیق کیلئے علی وجہ الکمال کمربستہ ہو گئے اور اس سلسلے میں آپ نے تفسیر، حدیث، لغت کے علاوہ دیگر علوم وفنون کی معتمد علیہ اور مستند کتب کی طرف رجوع کیا اور آپ نے چھ اجزاء میں اس عظیم تفسیر کی تحقیق وتخریج مکمل کی۔ جسے جامعہ ام القریٰ مکہ مکرمہ میں واقع ''مرکز البحث العلمی واحیاء التراث الاسلامی'' نے زیورِ طبع سے آراستہ کرکے شائع کیا۔

رابطہ عالمِ اسلامی میں شمولیت

اس کے بعد شیخ صابونی رابطہ عالمِ اسلامی کی تنظیم ''ھیئۃ الاعجاز العلمی فی القرآن والسنۃ'' میں بطور مشیر کے شامل ہوئے اور اِس ادارے میں آپ نے تصنیف وتالیف اور تحقیق کیلئے مکمل فراغت سے قبل کئی سال تک خدمات سرانجام دیں۔

علمی کارنامے

اپنے طویل علمی دور میں شیخ محمد علی صابونی نے مختلف علومِ شرعیہ وعلومِ عربیہ میں کئی قابل قدر کتب تالیف کی ہیں اور آپ کی اہم کتب مختلف علمی وتحقیقی مجلوں میں شائع ہوتی رہیں، ان کتب نے پوری دُنیائے اسلام کے طالب علموں اور محققین میں شرفِ قبولیت اور وسیع اشاعت حاصل کی۔ ان کتب میں سے متعدد کتب کے تراجم مختلف غیر ملکی زبانوں میں بھی ہوئے، جن میں ترکی، انگریزی، فرانسیسی، ملاوی، ہوساوی اور عالمِ اسلام میں بولی جانے والی دیگر زبانیں شامل ہیں۔

اِن میں سے بعض کتب تو شیخ محمد علی صابونی نے جامعہ ام القریٰ میں تدریس کے دوران لکھیں اور بعض کتب وہاں اپنی تدریس ختم کرنے کے بعد لکھیں اور یہ کتب آپ نے تصنیف وتالیف کیلئے فراغت حاصل کر کے اور اس طرف مکمل طور پر متوجہ ہو کر لکھیں۔ پس شیخ صابونی کی علمی سرگرمیاں اور مصروفیات بہت وسیع تھیں۔

درسِ قرآن وفتویٰ نویسی

مکۃ المکرّمہ کی مقدس مسجد، مسجد الحرام میں ہر روز شیخ محمد علی صابونی کا درسِ قرآنِ کریم ہوتا تھا اور مخصوص دِنوں میں یہاں آپ فتویٰ نویسی کیلئے بھی تشریف فرما ہوتے، اس کے علاوہ شہر جدہ میں بھی ہفتہ وار آپ کا درسِ قرآنِ کریم ہوتا تھا، جو کہ تقریباً آٹھ سال تک جاری رہا اور یہاں اِن دروس میں آپ نے طالب علموں کے سامنے دو تہائی قرآنِ مجید سے زیادہ کی تفسیر بیان کی۔ یہ درس ہائے قرآنِ کریم کیسٹوں پر بھی ریکارڈ کئے گئے، شیخ کی مکمل قرآن کریم کی تفسیر کی ویڈیو کیسٹیں بھی بنائی گئیں، جن کی چھ سو سے زائد مجالس ہیں تاکہ انہیں تفسیر قرآن کریم کے پروگرام میں ٹیلیویژن پر پیش کیا جا سکے اور شیخ صابونی اس عظیم کام میں دو سال تک مشغول رہے۔ انہوں نے اِس عظیم کام کو 1419ھ میں مکمل کیا۔

شیخ صابونی بطور ممتاز علمی شخصیت

اللجنۃ المنظمۃ لجائزہ (پرائز آرگنائزنگ کمیٹی) دبئ قرآن کریم کے سلسلے میں خدمات کے اعتراف میں انعام سے نوازنے والا ادارہ ہے۔ اس ادارے نے موجودہ اسلامی سال 1428ء کی بڑی شخصیت کے طور پر شیخ محمد علی صابونی کو منتخب کیا ہے۔ یہ انتخاب شیخ صابونی کی دینِ اسلام اور مسلمانوں کی خدمت کیلئے ان کی مسلسل عظیم

کاوشوں کی بناء پر ہوا ہے، جو کہ انہوں نے نہایت عظیم الشان، مفید، علمی اور نتیجہ خیز تالیفات کی صورت میں سرانجام دی ہیں اوران تالیفات میں خاص طور پر قرآن کریم کی عمدہ تفسیر قابل قدر کارنامہ ہے، شیخ محمد علی صابونی کو اس کمیٹی کی طرف سے خصوصی انعام کا حقدار ٹھہرایا گیا ہے جو کہ وہ عزت مآب شیخ محمد بن راشد آلِ مکتوم کے دستِ مبارک سے وصول کریں گے، شیخ مذکور دبئی کی مجلسِ وزراء کے نگران، رئیس دبئی کے نائب اور پرائز کمیٹی کے نگران بھی ہیں۔ اور ابراہیم بوملحہ، جو کہ شیخ محمد بن راشد کے ایڈوائزر ہیں، انہوں نے ''طوار'' کے علاقے میں اس کمیٹی کے اس اجلاس کا ذکر کیا، جس میں شیخ محمد علی صابونی کو اِس انعام کا حقدار قرار دیا گیا اوران کا انتخاب اس وجہ سے ہوا کہ کسی اسلامی شخصیت کو منتخب کرنے کیلئے جو معیارات (Criteria) مقرر کئے گئے، شیخ صابونی اِن پر بدرجۂ اتم پورے اترتے ہیں۔

خراجِ تحسین

شیخ ابرہیم بوملحہ نے کہا کہ شیخ محمد علی صابونی مختلف علوم شرعیہ اور علومِ قرآنِ کریم کے حوالے سے ممتاز علماء کرام میں سے ہیں اوران کے علمی کارناموں میں سے ان کی تفسیر قرآنِ کریم جس کا نام ''صفوۃ التفاسیر'' ہے، کنوز السنۃ اور'' روائع البیان فی تفسیر آیات الاحکام'' وغیرہ خاص طور پر قابل ذکر ہیں۔

انہوں نے مزید کہا کہ شیخ صابونی کی چالیس سے زیادہ گراں قدر تصانیف ہیں جو نہایت اعلیٰ معیار کی حامل ہیں اور وہ دورِ جدید کے اہم اور ممتاز علماء کرام میں سے ہیں، جیسا کہ ان کی علوم دینیہ میں مؤلفہ کتب ہر استاد، طالب علم، تعلیم یافتہ، مہذب اور محقق کیلئے اہم مرجع ومصدر کی حیثیت رکھتی ہیں۔

شیخ صابونی کا اظہارِ تشکر

شیخ صابونی نے موجودہ اسلامی سال کی بڑی شخصیت کیلئے ان کے اپنے نام کے انتخاب پر کمیٹی کا شکریہ ادا کیا اور کہا کہ یہ اچھا حوصلہ افزائی کا طریقہ ہے اور انتظامیہ شکریہ کی مستحق ہے اور فرمایا کہ میں نے خود کو اللہ تعالیٰ کی مقدس کتاب قرآنِ کریم اور علومِ شرعیہ کیلئے وقف کردیا ہے اور ہم نے نئی نسل کو قرآنِ مجید کی تلاوت اور اس پر عمل کیلئے تیار کرنا ہے اور میں اپنا سارا کام خدمتِ قرآن کیلئے وقف کرتا ہوں۔

تفسیر'' روائع البیان'' فقہی تفسیر ہے جو علامہ شیخ محمد علی صابونی نے تحریر کی ہے، یہ صرف آیاتِ احکام کی تفسیر ہے۔

i) آیاتِ احکام سے مراد وہ آیات ہیں، جن سے فقہی اور قانونی احکام ومسائل کا استنباط کیا جاتا ہے یعنی یہ قرآن کی گویا Legal Study ہے۔(1)

ii) غلام احمد حریری لکھتے ہیں کہ ''فقہی تفسیر سے مراد وہ تفسیر ہے، جس میں صرف ان آیتوں کو یکجا کیا جائے، جن سے کوئی فقہی مسئلہ مستنبط ہوتا ہے''۔(2)

اس تفسیر کی بے شمار خصوصیات ہیں، جو اسے دیگر کتبِ تفسیر سے ممتاز کرتی ہیں، ان میں سے چند خصوصیات درجِ ذیل ہیں:

1) مختصر تفسیر

تفسیر ''روائع البیان'' کی سب سے پہلی خصوصیت یہ ہے کہ یہ مختصر تفسیر ہے۔ چنانچہ مصنف نے اسے معتدل سائز کی صرف دو مجلدات میں تحریر کر کے مکمل کر دیا ہے، یوں یہ تفسیر ایجاز واختصار کا شاہکار نظر آتی ہے۔ گویا مصنف نے دریا کو کوزے میں بند کر دیا ہے۔

اِس خصوصیت کا ذکر علامہ صابونی نے تفسیر ہذا کے مقدمے میں بھی کیا ہے۔ وہ لکھتے ہیں:

أخرجته في مجلدين اثنين (3)

''میں نے اسے دو جلدوں میں تیار کیا ہے''۔

2) آیاتِ احکام کی تفسیر

شیخ محمد علی صابونی نے اِس تفسیر میں صرف آیاتِ احکام کی تفسیر بیان کی ہے اور تفسیر کا پورا نام ہی اس کے موضوع کی عکاسی کرتا ہے:

''روائع البیان، تفسیر آیات الاحکام من القرآن''

یعنی قرآن مجید میں (اوامر ونواہی پر مشتمل) احکام شرعیہ کی حامل آیات کی تفسیر۔

چنانچہ وہ مقدمہ میں لکھتے ہیں:

وجمعت فيه الآيات الكريمة ''آيات الاحكام خاصة'' (4)

''اور میں نے اس تفسیر میں خاص طور پر آیاتِ احکام کو جمع کیا ہے''۔

3) جامع تفسیر

شیخ محمد علی صابونی کی تفسیر مختصر ہونے کے ساتھ ساتھ اپنے موضوع کے لحاظ سے جامع بھی ہے اور یہ جامعیت اس تفسیر کے حسن کو دوبالا کرتی ہے کیونکہ عموماً ایسا ہوتا ہے کہ لکھنے والے تحریر کو مختصر کرتے ہیں اور اس اختصار سے بعض اوقات اصل مقصد پر کماحقہ، روشنی نہیں پڑتی اور یک گونہ تشنگی کا احساس ہوتا ہے۔

لیکن ایک اچھے مصنف کی یہ خصوصیت ہوتی ہے کہ وہ اپنی تحریر کو مختصر بھی کرتا ہے اور ساتھ ساتھ اسے جامع انداز میں پایۂ تکمیل تک پہنچاتا ہے، اور اپنا مافی الضمیر واضح کرنے میں کامیاب ہو جاتا ہے۔ تفسیر ''روائع البیان'' اِس معیار پر بھی پورا اترتی ہے۔

4) تفسیر ''روائع البیان'' کے اہم ترین ماخذ

علامہ صابونی نے اپنی تفسیر میں قدیم وجدید مفسرین کرام کی کتب تفسیر، محدثین عظام کی مرتب کردہ کتب حدیث، فقہاء کرام کی معتمد علیہ کتب فقہ، ماہرین لغتِ عرب کی اہم کتب، علوم القرآن سے متعلق قدیم وجدید معتبر کتب، موقر کتب تاریخ، قدیم عربی شعری مجموعے اور اس کے مختلف موضوعات پر جدید علماء وسکالرز مثلاً احمد محمد جمال، شیخ شلتوت اور شیخ عفیف طبارہ وغیرہ کی کتب، مضامین اور ان کی تحقیقات سے بھرپور استفادہ کیا ہے۔ ذیل میں اس تفسیر کے اہم ماخذوں کی فہرست دی جارہی ہے۔

5) کتب تفسیر

ابوجعفر محمد بن جریر طبری (م۔310ھ) روح المعانی، ابوبکر الجصاص (م۔370ھ) احکام القرآن، علی طبری الکیاھراسی (م۔ 504ھ) احکام القرآن، فضل طبرسی (م۔ 538ھ) مفاتیح الغیب، محمود بن عمر زمخشری (م۔538ھ) جامع البیان، فخر الدین رازی (م۔606ھ) درمنثور، محمد بن احمد قرطبی (671ھ) الجامع لاحکام القرآن، عبداللہ بن عمر بیضاوی (م۔685ھ) انوار التنزیل، عبداللہ بن احمد نسفی (م۔710ھ) الکشاف، اسماعیل بن کثیر (م۔ 774ھ) تفسیر القرآن العظیم، جلال الدین سیوطی (م۔ 911ھ): انوار التنزیل، قاضی محمد شوکانی (م۔1250ھ) فتح القدیر، محمود آلوسی (م۔ 1270ھ) مجمع البیان اور جدید کتب تفسیر میں سید قطب کی فی ظلال القرآن، مولانا مودودی کی تفسیر سورۃ النور اور سید رشید رضا کی ''المنار'' شامل ہیں۔

سیرت پر قاضی عیاض (م ۔544ھ) کی الشفاء۔

کتب حدیث میں صحاحِ ستہ کے علاوہ امام مالک (م ۔ 179ھ) کی موطا، ابوبکر ابن شیبہ (م ۔ 235ھ) کی المصنف ، احمد بن حنبل (م ۔ 241ھ) کی مسند، عبداللہ دارمی (م 255ھ) کی سنن، امام حاکم (م405ھ) کی المستدرک،، ابوبکر احمد بیہقی (م ۔458ھ) کی سنن الکبریٰ، یحیٰ نووی (م ۔676ھ) کی ریاض الصالحین، حافظ احمد ابنِ حجر (م ۔852ھ) کی فتح الباری۔

کتب فقہ میں امام محمد بن ادریس شافعی (م ۔204ھ) کی کتاب الام، عبداللہ المعروف بابن قدامہ حنبلی (م ۔334ھ) کی المغنی، محمد بن احمد المعروف بابن رشد (م ۔595ھ) کی بدایۃ المجتھد ، سید محمد امین المعروف بابن عابدین شامی (م ۔1258ھ) کی ردالمختار، عبدالرحمٰن الجزیری (1384ھ) کی الفقہ علی مذاہب الاربعہ وغیرہ۔

کتب لغت میں حسین راغب اصفہانی (م ۔ 502ھ) کی المفردات ، جمال الدین ابن منظور (م ۔711ھ) کی لسان العرب، شیخ احمد الحموی (م ۔ 770ھ) کی المصباح المنی، مجد الدین فیروز آبادی (مھ ۔ 827ھ) کی القاموس المحیط ، سید مرتضٰی زبیدی (م ۔1205ھ) کی تاج العروس، وغیرہ۔

کتب علوم القرآن میں عبداللہ بن مسلم ابن قتیبہ (م322ھ) کی غریب القرآن، ابوبکر محمد بن قاسم الانباری (م327ھ) کی البیان فی غریب القرآن، ابو جعفر احمد بن محمد (م328ھ) النحاس کی الناسخ، شریف الرضی (م686ھ) کی تلخیص البیان، عکبری کی وجوہ القرأت والأعراب، بدر الدین محمد بن عبداللہ زرکشی (م794ھ) کی البرھان، غرّاء کی معانی القرآن، واحدی کی اسباب النزول وغیرہ۔

درجِ بالا مصادر پر نظر ڈالنے سے یہ واضح ہوتا ہے کہ اس تفسیر کا علمی مرتبہ کتنا بلند اور استنادی حیثیت کس قدر مستحکم ہے۔

6) عنوانات

علامہ صابونی نے یہ تفسیر محاضرات (Lectures) کی صورت میں ترتیب دی ہے۔ پہلی جلد میں چالیس (40) محاضرات اور دوسری جلد میں تیس (30) محاضرات ہیں اور ہر محاضرے کے تحت آیات احکام کی مناسبت سے عنوانات قائم کیئے ہیں۔ جس کو پڑھتے ہی آیات کا موضوعِ سخن فوراً سمجھ میں آجاتا ہے۔ وہ خود لکھتے ہیں:

جمعت فيه الآيات الأحكام خاصة على شكل محاضرات علمية جامعة (5)

''میں نے اس تفسیر میں خصوصاً آیاتِ احکام کو جامع علمی محاضرات (Lectures) کی شکل میں جمع کر دیا ہے''۔

تمام محاضرات کے تحت پھر عنوانات بھی قائم کر دیئے ہیں۔مثلاً:

1) المحاضرۃ الاولیٰ: فاتحۃ الکتاب

2) المحاضرۃ الثالثۃ: النسخ فی القرآن

3) المحاضرۃ التاسعۃ: فریضۃ الصیام علی المسلمین

درجِ بالا محاضرات جلد اول کے ہیں،اسی طرح جلد دوم میں بھی یہ روایت قائم رکھی ہے۔

7) سورۃ کا مکی یا مدنی ہونا

علامہ قرطبی فرماتے ہیں کہ:

''حامل قرآن کو مکی اور مدنی سورتوں کی پہچان بھی ہونی چاہیئے تاکہ اسلام کے ابتدائی دور کی آیات اور آخری دور کی آیات کی تعلیمات میں فرق کر سکے۔اسی طرح اسے یہ بھی پتہ چل سکے کہ اسلام کے ابتدائی دور میں اللہ تعالیٰ نے کون سی چیزیں فرض کیں اور بعد میں ان میں کیا تبدیلی کی،اکثر مدنی احکام مکی احکام کے ناسخ ہیں''۔(6)

شیخ صابونی جس آیت کی تفسیر بیان کرتے ہیں، پہلے واضح کرتے ہیں کہ وہ مکی ہے یا مدنی۔مثلاً سورۃ الفاتحہ کے بارے میں لکھتے ہیں''مکیۃ''(7)

سورۃ النور کے بارے میں لکھتے ہیں:''مدنیۃ''(8)

8) تحلیلِ لفظی

مفسر کیلئے لغت عرب اور مفرد الفاظ سے واقفیت بھی ضروری ہے۔غلام احمد حریری لکھتے ہیں:

''علم لغت کی مدد سے معلوم کیا جاتا ہے کہ فلاں مفرد لفظ کس معنی کیلئے وضع کیا گیا ہے''۔

مجاہدؒ فرماتے ہیں:

''جو شخص اللہ تعالیٰ پر اور یوم آخرت پر ایمان رکھتا ہو، اس کیلئے حلال نہیں کہ لغتِ عرب میں مہارت حاصل کئے بغیر قرآن کریم میں رائے زنی کرے''۔(9)

علامہ صابونی آیات قرآنیہ کی تفسیر کرنے سے پہلے مشکل الفاظ کو بھی حل کرتے ہیں اور اس کیلئے عنوان

قائم کرتے ہیں:

''**التحليل اللفظى**'' مثلاً سورۃ کے معنی بیان کرتے ہوئے لکھتے ہیں:

i) سورۃ: **السورة فى اللغة معناها المنزلة السامية و المكانة الرفيعةوهي فى اصطلاح:**

مجموعة من الآيات الكريمة لهابدء ونهاية كسورة الكوثر. وسميت (سورة)

لشرفها و ارتفاعها. كما يسمّى السور للمرتفع من الجدار. (10)

''سورۃ کے لغت میں معنی بلند وبالا عمارت اور اونچی جگہ کے ہیں اور اصطلاح میں اس سے مراد ہے آیاتِ کریمہ کا مجموعہ، جس کی ابتداء وانتہا ہو جیسے سورۃ الکوثر۔ اور اس کی عزت وشرف اور بلند مرتبہ ہونے کی وجہ سے اس کا نام سورۃ رکھا گیا ہے۔ جیسے اونچی دیوار کو بھی ''السور'' کہہ دیتے ہیں''۔

ii) سورہ آل عمران کی آیات 29-28 کے تحت مشکل الفاظ کو یوں حل کرتے ہیں:

اولياء: جمع ولى. وهو فى اللغة بمعنى الناصر و المعين

تقاة: مصدر بمعنى التقية وهى أن يدارى الانسان مخافة شره

المصير: المرجع والمآب، والمعنى: رجوعكم ومآبكم الى الله فيجازيكم علىٰ أعمالكم (11)

''اولیاء جمع ہے ولی کی۔ اور لغت میں اس کے معنی مدد واعانت کرنے والا کے ہیں۔

تقاۃ مصدر ہے، جس کا معنی التقیہ ہے اور وہ یہ ہے کہ انسان کسی چیز کے شر کے خوف سے اس سے دور رہے۔

المصیر: واپس آنے کی جگہ اور ٹھکانہ، اور اس کے معنی ہیں، تمہارا اللہ تعالیٰ کی طرف لوٹنا اور اس کے ہاں ٹھکانہ پانا۔ پس وہ تمہیں تمہارے اعمال کا بدلہ دے گا''۔

9) المعنی الاجمالی

تحریر میں اختصار اس میں حسن اور کشش پیدا کرتا ہے اور لکھنے والے کے قادر الکلام ہونے کا بھی آئینہ دار ہے۔ علامہ صابونی بھی اس صفت سے پوری طرح متصف ہیں چنانچہ وہ مشکل عربی الفاظ کے معانی کی بطریق احسن وضاحت کرنے کے بعد ''المعنی الاجمالی'' کے عنوان کے تحت آیاتِ قرآنیہ میں بیان ہونے والے مسائل واحکام کو اجمالی

طور پر بیان کرتے ہیں۔ جسے ہم خلاصۂ مضامینِ آیات کہہ سکتے ہیں۔

مثلاً سورۃ آل عمران کی آیات نمبر 97-96 کے مضامین کا خلاصہ یوں سپرد قلم کرتے ہیں:

بیـن الله عـز وجـل مكـانة هذا البيت ''البيت الحرام'' وعدد مزاياه وفضائله فهو أول بيـت مـن بيوت العبادة وضع معبداً للناس بناه ابراهيم و ولده اسماعيل عليهما السلام ليكون مثـابة لـلـناس وامنا .... افلا يكفي برهاناً على شرف هذا البيت وأحقيته أن يكون قبلة للمسلمين (12)

''اللہ تعالیٰ نے اس گھر یعنی بیت الحرام کا مقام واضح فرمایا ہے اور اس کے فضائل گنوائے ہیں۔ پس وہ عبادت کرنے والے گھروں میں سب سے پہلا گھر ہے جو لوگوں کی عبادت گاہ ہے۔ اسے ابراہیم و اسماعیل علیہما السلام نے بنایا تا کہ لوگوں کیلئے ٹھکانا اور امن کی جگہ بنے۔ پس کیا اس گھر کی بزرگی اور حقانیت کیلئے یہ کافی نہیں کہ یہ مسلمانوں کا قبلہ ہو''۔

آپ نے دیکھا کہ متعدد صفحات پر محیط ان آیات کی تفسیر اور اس کے معانی و مفہوم کو کتنے مختصر مگر جامع انداز میں علامہ صابونی نے صفحہ قرطاس کی زینت بنایا ہے۔ لاریب اِس فن میں کوئی ان کا ہم سر نہیں ہے۔

10) شانِ نزول

تفسیر کے متعلقہ علوم میں شانِ نزول یا سبب نزول کا علم بنیادی اہمیت کا حامل ہے۔ ایک مفسر کو اس کا علم ہونا چاہئے۔ علامہ جلال الدین سیوطی اس علم کی ضرورت پر زور دیتے ہوئے لکھتے ہیں: ''سبب نزول کا علم اس لئے ضروری ہے کہ اس علم ہی کے ذریعہ سے آیت کے وہ معنی معلوم ہوا کرتے ہیں جن کے بارے میں وہ آیت نازل ہوئی ہے''۔(13)

علامہ چشتی لکھتے ہیں:

''اسباب نزول اور ناسخ و منسوخ کا علم بھی مفسر کیلئے ضروری ہے تا کہ اسے معلوم ہو سکے کہ کونسی آیت کس خاص موقع پر نازل ہوئی تھی''۔(14)

اس سلسلے میں علامہ صابونی خود لکھتے ہیں:

ان بعض الآيات لا يمكن فهمها او معرفة احكامها الاعلى ضوء سبب النزول (15)

''بے شک بعض آیات کا مفہوم اور ان کے احکام کی معرفت سبب نزول کی روشنی کے بغیر ممکن نہیں''۔

لہٰذا علامہ محمد علی صابونی اپنی تفسیر میں آیات کی شانِ نزول ضرور بیان کرتے ہیں۔ بعض اوقات ایک سے زیادہ اسبابِ نزول بھی بیان کرتے ہیں۔ تفسیر میں سببِ نزول میں ایک سے زیادہ واقعات بھی بیان کئے جا سکتے ہیں، اس سلسلے میں شاہ ولی اللہ (م1176ھ) لکھتے ہیں: ''اسبابِ نزول میں متعدد قصوں کو نقل کرنے کی گنجائش ہے۔ جس شخص کو یہ نکتہ محفوظ ہو، تو ظاہر ہے کہ مختلف اسبابِ نزول کا حل ادنیٰ تامل اور تھوڑی سی توجہ سے کر سکتا ہے''(16)

علامہ صابونی اس کیلئے عنوان قائم کرتے ہیں۔ ''سبب النزول''۔

مثلاً سورۃ النور کی آیت مبارکہ:

الزانی لا ینکح الا زانية او مشركة والزانية لا ينكحها ألا زانٍ او مشرك (17)

اس آیت کے تحت درج ذیل تین روایات بیان کی ہیں:

1) حضرت مرثد غنویؓ غلاموں کو مکہ سے مدینہ لیکر جاتے تھے۔ مکہ میں عناق نامی ایک عورت ان کی شناسا تھی، اس عورت نے مرثدؓ کو اپنے پاس رات گزارنے کی دعوت دی، جو انہوں نے رد کردی، پس رات کا وقت تھا، اس عورت نے شور مچا کر اپنے قبیلے کو اکٹھا کرلیا، مرثدؓ غنوی ایک غار میں چھپ گئے، لیکن اہل قبیلہ کو اللہ تعالیٰ نے اندھا کر دیا، اور وہ انہیں نظر نہ آئے۔

2) ایک عورت جو بدکار تھی، اسے ام مھزول کہتے تھے، پس کسی صحابیؓ نے اس سے نکاح کا ارادہ کیا، پس اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل فرمائی۔

3) اور روایت ہے کہ یہ آیت اصحابِ صفہ کے بارے میں نازل ہوئی، جن کے گھر نہ تھے اور وہ مسجد نبوی میں ایک چبوترہ پر رہتے تھے، ان میں سے بعض نے ارادہ کیا کہ مدینہ میں رہنے والی بدکار مالدار عورتوں میں سے کسی سے شادی کرلیں، پس یہ آیتِ مبارکہ نازل ہوئی۔(18)

11) تفسیری نکات و اشارات

علامہ محمد علی صابونی آیتِ قرآنیہ کا سبب یا اسبابِ نزول ذکر کرنے کے بعد ''لطائف التفسیر'' کے عنوان سے آیات قرآنیہ سے مستفاد ہونے والے لطیف ادبی نکات اور تفسیری اشارے بیان کرتے ہیں۔ گویا قرآن مجید کی

بلاغت کا پہلو اُجاگر کرنے کی کوشش کرتے ہیں، وہ خود تفسیر ہذا کے مقدمے میں لکھتے ہیں کہ میرا منہج دس نکات کے دائرے میں ہوگا۔ ان میں ساتویں نمبر پر لکھتے ہیں: **لطائف التفسير وتشمل "الاسرار والنكات البلاغية والدقائق العلميه"**(19)

''(تفسیر ہذا میں) لطائف التفسیر بیان ہوں گے جو بلاغی اسرار و نکات اور علمی باریکیوں پر مشتمل ہوں گے''۔

12) اختلافِ قرأت

علامہ محمد علی صابونی اپنی تفسیر میں الفاظِ قرآنیہ کی مختلف قراءات اور مختلف لہجات کو بھی بیان کرتے ہیں اور اس کیلئے ''وجوہ القراءت'' کا عنوان قائم کرتے ہیں۔ مفسر کیلئے اختلاف قرأت کا علم بھی نہایت ضروری ہے۔ علامہ سیوطی لکھتے ہیں:

''علم قرأت کا علم ہونا اس لئے ضروری ہے کہ قرآن مجید کے ساتھ نطق کی کیفیت اسی علم کے ذریعے معلوم ہوتی ہے اور قرأتوں ہی کے وسیلہ سے احتمالی وجوہ میں سے بعض کو بعض پر ترجیح ملتی ہے''۔(20)

سورۃ البقرہ کی آیت نمبر 219 (**قل فيهما اثمُ كبير**) میں اختلاف قرأت اِس طرح بیان کرتے ہیں:

1) **قرأ الجمهور (قل فيهما اثمٌ كبير) بالباء، وقرأ حمزه والكسائى "كثير" بالثاء**(21)

''جمہور نے (**قل فيهما اثم كبير**) کو 'باء' کے ساتھ پڑھا ہے اور حمزہؒ اور کسائیؒ نے کثیر 'ثاء' کے ساتھ پڑھا ہے''

13) وجوہ الاعراب

قرآنی آیات میں جو الفاظ استعمال ہوتے ہیں، شیخ صابونی ان کے اعراب کے بیان کا بھی اہتمام کرتے ہیں اور ان کی تفصیل مذکورہ بالا عنوان کے تحت ہی لکھتے ہیں کیونکہ مفسر کیلئے علم نحو میں کمال حاصل کرنا بھی بنیادی اہمیت کا حامل ہے۔

ابن عطیہ کہتے ہیں:

''اعراب قرآن شرعی علوم کی بنیاد ہیں، کیوں کہ انہی سے قرآن کے معانی کی درستگی ممکن ہے اور یہی معانی دراصل شریعت ہیں''۔(22)

علم نحو کی اسی اہمیت کے پیش نظر علامہ سیوطی لکھتے ہیں:

''علم نحو کا جاننا اس لئے ضروری ہے کہ معنوں کا تغیر اختلاف اعراب کے ساتھ وابستہ ہے لہٰذا اس کا اعتبار کرنے کے سوا کوئی چارہ نہیں۔ ابوعبید نے حسن سے روایت کی ہے کہ اس علم کو ضرور سیکھنا چاہیئے کیونکہ ایک آدمی کسی آیت کو پڑھتا ہے، اس کے وجۂ اعراب میں بھٹک کر ہلاکت میں پڑ جاتا ہے''۔(23)

شیخ صابونی نے علم نحو کی اسی اہمیت کے پیش نظر وجوہ الاعراب بیان کرنے کا بطورِ خاص اہتمام کیا ہے۔ مثلاً علامہ صابونی المحاضرة الخامسة والعشرون کے تحت سورۃ النساء کی آیات (5-10) کے وجوہ الاعراب یوں سپرد قلم کرتے ہیں:

أولا: قوله تعالىٰ (إسرافاً و بداراً) مفعول لاجله ويجوز أن تعرب حالاً أى لاتأكلوها مسرفين ومبادرين كبرهم، قوله: (أن يكبروا) فى محل نصب ب ''بدارا''.

ثانياً: قوله تعالىٰ: (نصيباً مفروضاً) ''نصيبا'' منصوب على المصدر و ''مفروضا'' صفة له (24)

''اول: اللہ تعالیٰ کا قول (إسرافاً وبداراً) اپنی وجہ سے مفعول ہے اور جائز ہے کہ اسے حال کا اعراب دیا جائے۔ یعنی نہ کھاؤ فضول خرچی کرتے ہوئے اور اپنی بڑائی ظاہر کرنے کیلئے اور اللہ تعالیٰ کا قول ہے: (أن يكبروا)

دوم: اللہ تعالیٰ کا قول ہے: (نصيباً مفروضاً) نصیباً مصدر پر منصوب ہے اور مفروضاً اس کی صفت ہے''۔

درج بالا سطور میں ہم نے دیکھا کیا کہ شیخ صابونی نہ صرف اعراب کے وجوہ بیان کرتے ہیں بلکہ ان کی وضاحت بھی کرتے ہیں۔

14) سابقہ آیات سے ربط

قرآن مجید کی آیات وسورتوں میں نظم وارتباط کو سمجھنا ضروری ہے، یہ تفسیر میں کلید کی حیثیت رکھتا ہے، اس کے بغیر قرآن فہمی ممکن نہیں۔ اسی کے ذریعے اعلیٰ حقائق تک رسائی ہوتی ہے اور اعلیٰ حقائق ہی کسی کلام کی اصل غایت ہوتے ہیں جو شخص نظم (وربط) کو نہیں سمجھتا، وہ حقائق، حکمتوں اور غایتوں سے بے خبر رہتا ہے''۔(25)

امام زرکشی نے ''معرفۃ المناسبات بین الآیات'' کے عنوان کے تحت قرآنِ مجید کی آیات کے باہم مربوط ہونے کے حوالہ سے عمدہ گفتگو کی ہے، وہ لکھتے ہیں:

''مفسرین کو نظم کلام کی رعایت ہی سے آیات کے مفہوم کا تعین کرنا چاہیئے''۔(26)

اس سلسلے میں ڈاکٹر صبحی صالح لکھتے ہیں:

''قرآنی آیات کے باہمی ربط وتناسب کو جاننے کیلئے کبھی ادبی ذوق اور کبھی فطری فہم وشعور کی ضرورت ہوتی ہے، اس سے عام یا خاص، عقلی یا خیالی ربط تک رسائی ہوتی ہے''۔(27)

ربط کلام کی اسی اہمیت کے پیش نظر ابن تیمیہ لکھتے ہیں:

''مسلم بن یسارؒ کہتے ہیں کہ جب تم کلام اللہ میں گفتگو کرنے لگو تو ٹھہر کر دیکھو کہ اس کے آگے کیا ہے اور پیچھے کیا ہے''۔(28)

آیاتِ قرآنیہ میں ربط کی اسی اہمیت کے پیش نظر علامہ صابونی اس پہلو کو بڑے ہی اہتمام سے اجاگر کرنے کی کوشش کرتے ہیں۔

وہ اپنی تفسیر میں آیات زیرِ تبصرہ کا سابقہ آیات سے ربط بھی بیان کرتے ہیں اور ''وجہ الارتباط بالآیات السابقۃ'' کے عنوان کے تحت اس کی تفصیل بیان کرتے ہیں۔ یہ گویا نظم قرآن کا بیان ہے کہ ایک آیت دوسری سے مربوط ہے۔ جس طرح لڑی میں آبدار موتی پروئے ہوتے ہیں۔ ربط آیات کی درج ذیل مثال ملاحظہ کریں۔

☆ علامہ صابونی المحاضرۃ الثامنۃ والعشرون میں ''احکام الرضاع'' کے تحت آیاتِ مبارکہ کا سابقہ آیات سے ربط اس طرح بیان کرتے ہیں:

مناسبة هذه الآية لما قبلها من الآيات، أنه تعالىٰ لما ذكر جملة من الاحكام المتعلقة بالنكاح والطلاق...... ذكر في هذه الآية الكريمة حكم الرضاع، فقد يطلق الرجل زوجته وربما اضاعت الطفل أو حرمته الرضاع انتقاماً من الزوج وايذاءً له. لذلك وردت هذه الآية لندب الوالدات المطلقات. الىٰ رعاية جانب الاطفال و الاهتمام بشأنهم (29)

''اِس آیات کی ماقبل آیات سے یہ مناسبت ہے کہ اللہ تعالیٰ نے پہلے نکاح اور اس کے متعلقات کے احکام نازل فرمائے، اِس آیت مبارکہ میں رضاعت کا حکم نازل فرمایا۔ پس کوئی بیوی کو طلاق دیتا ہے تو باپ کو تکلیف پہنچانے کی غرض سے یا انتقاماً ماں بچے کو دودھ سے محروم کر دیتی ہے یا اکثر بچے کی طرف سے بے توجہی کرتی ہے، اسی لئے یہ آیتِ مبارکہ مطلقہ ماؤں کو بچے کا خیال رکھنے کی تاکید کرنے اور اس کے معاملات میں دلچسپی لینے کیلئے نازل ہوئی''۔

15) مسائل واحکام شریعت کا استنباط

مفسر کیلئے اصولِ فقہ کا جاننا بھی بہت ضروری ہے تاکہ وہ آیاتِ قرآنیہ سے ثابت ہونے والے احکام و مسائل کا استنباط واستخراج کرسکے۔علامہ سیوطی مفسر کیلئے اِس علم کی ضرورت واہمیت کے بارے میں لکھتے ہیں: ''اسی علم کے وسیلہ سے احکام اور استنباط پر دلیلیں قائم کرنے کی وجہ معلوم ہوتی ہے''۔(30)

علامہ صابونی بھی اِس انداز سے استنباطِ احکام کا خاص اہتمام کرتے ہیں اور مختلف مباحث کے بعد ''الاحکام الشرعیۃ'' کے عنوان کے تحت آیاتِ قرآنیہ سے فقہی مسائل واحکام کا استنباط کرتے ہیں۔مثلاً سورۃ النساء کی آیات (101-107) کے تحت مندرجہ ذیل متعدد احکام شرعیہ کا استنباط کرتے ہیں:

1) **الحکم الأول: قصر الصلوة فی السفر** (سفر میں نماز قصر کرنا)

2) **الحکم الثانی: السفر الذی یبیح قصر الصلوٰۃ** (وہ سفر جو قصر نماز جائز کرتا ہے)

3) **الحکم الثالث: ما مقدار السفر ا لذی تقصر فیه الصلوٰۃ** (سفر کی کیا مقدار ہے، جس میں نماز قصر کی جائے)

4) **الحکم الرابع: کیف تصلی صلوٰۃ الخوف** (نمازِ خوف کیسے ادا کی جائے)۔ (31)

پھر مندرجہ بالا احکام کی فقہی تفاصیل فقہاء اربعہ کی آراء اوران کے درمیان اختلاف کوعلامہ صابونی نے واضح کیا ہے۔اس کے ساتھ ساتھ امام اوزاعی (م 157ھ) اوراھل الظاھر فقہاء کی آراء بھی درج کی ہیں اور مستنبط احکام کے ہر ہر پہلو کو خوب روشن کردیا ہے۔

16) خلاصہ احکامِ شرعیہ

علامہ محمد علی صابونی احکام شرعیہ کو آیاتِ قرآنیہ سے مستنبط کرکے فقہی آراء کی روشنی میں تفصیل سے بیان کرتے ہیں، مذاہب ائمہ کرام بیان کرتے ہیں اور پھران احکامِ شرعیہ ومسائل فقہیہ کا خلاصہ چند نکات کی صورت میں بیان کردیتے ہیں۔مثلاً سورۃ النساء کی آیات (101-107) سے مستنبط احکام شرعیہ کا خلاصہ یوں سپردقلم کرتے ہیں:

ما ترشد الیه الآیات الکریمة

''(وہ امور) جن کی طرف آیات کریمہ رہنمائی کرتی ہیں''

1) **قصر الصلوٰۃ فی السفر و فی الخوف مع الامام وغیرہ**

''سفر اور خوف کی حالت میں امام کے ساتھ نماز قصر''

2) **وجوب الاستعداد وأخذ الحیط والحذر من الأعداء**

''دشمن سے مقابلے کی تیاری، احتیاط اور دشمن سے بچنے کا وجوب''۔

3) **الصلوٰۃ لھا أوقات محدودۃ فلاایباح الاخلال فیھا**

''نماز کے اوقات محدود ہیں، پس اس میں کوتاہی جائز نہیں''۔

4) **ضرورۃ الصبر وعدم الوھن والجزع من مجابھۃ الاعداء (32)**

''صبر کی ضرورت اور دشمن کے مقابلہ میں کمزوری اور گھبراہٹ نہ دکھانا''۔

17) خاتمۃ البحث

علامہ صابونی اپنی تفسیر میں ضروری تفصیلات بیان کرکے آخر میں ''خاتمۃ البحث'' میں ''حکمۃ التشریع'' کے عنوان کے تحت شرعی احکام میں پوشیدہ اسرار اور ان کی حکمتیں بیان کرتے ہیں، مقدمہ میں خود اس کا ذکر یوں کرتے ہیں:

"عاشراً: خاتمة البحث وتشمل (حکمة التشریع) لآیات الاحکام المذکورة (33)

مندرجہ ذیل مثال ملاحظہ کیجئے:

''سورۃ البقرہ کی آیات (228-227) کے تحت علامہ صابونی ''حکمۃ التشریع'' بیان کرتے ہوئے رقمطراز ہیں:

أمرت الشریعة بالاحسان الی الزوجة وحرمت ایذاء ھا والاضرار بھا (وعاشروھن بالمعروف .... الخ الآیه) (34)

والایلاء من الزوجة لا یقصد منه الا الاساء ة الیھا والإضرار بھا، بحیث تصبح المرء ة معلقة، لیست زوج ولا مطلقة، وھذا یتنافی مع الوجوب المعاشرة بالمعروف ولا یتفق تعلیم الاسلام. دفع الشریعة عنھا الاساء ة والظلم. وھذا من محاسن الشریعة الغراء، حیث دعت الی البر بھا والاحسان، وجعلتھا شریکة الرجل فی الحیاۃ السعیدة الکریمة

(ملخصاً)(35)

''شریعت نے بیوی کے ساتھ احسان کا حکم دیا ہے اور اسے تکلیف اور نقصان پہنچانے سے منع کیا ہے۔ فرمان الٰہی ہے: (ان سے اچھا سلوک کرو............الآیہ) اور بیوی سے ایلاء کرنے سے اس کے ساتھ برائی اور اس کے نقصان کا ہی ارادہ ہوتا ہے، اس صورت میں عورت صبح کرتی ہے کہ وہ نہ بیوی ہے اور نہ ہی مطلقہ ہوتی ہے اور یہ حسن معاشرت اور تعلیمات اسلامیہ کے منافی ہے اور روشن شریعت کے محاسن میں سے ہے کہ اس نے عورت پر سے برائی اور ظلم کو ختم کیا ہے اور اسے نیکی اور احسان کی طرف بلا کر خوشگوار زندگی میں مرد کا ساتھی بنایا ہے''۔

درجِ بالا سطور میں آپ نے دیکھا کہ علامہ صابونی نے کس اختصار مگر جامعیت کے ساتھ احکام شرعیہ کی حکمت وفلاسفی بیان کی ہے کہ ہر ہر پہلو ہماری نظروں کے سامنے آ گیا ہے۔ بلاشبہ اِس پہلو پر بھی انہیں مکمل عبور حاصل ہے۔

18) منہج تفسیر: قدیم وجدید کا امتزاج

علامہ صابونی کی تفسیر نہ ہی تو مکمل طور پر قدیم انداز کی حامل ہے اور نہ ہی مکمل طور پر جدید کہی جاسکتی ہے بلکہ یہ قدیم وجدید دونوں طرز کا دلآویز امتزاج ہے۔ فاضل مصنف نے دونوں انداز جمع کر کے ایک منفرد اور لاجواب تخلیق پیش کی ہے۔ یہ امتزاج اتفاقی نہیں ہے بلکہ انہوں نے مکمل آ گہی اور کامل بصیرت سے کام لے کر یہ شاہکار ترتیب دیا ہے۔ وہ خود لکھتے ہیں:

تجمع بین القدیم فی رصانته، والحدیث فی سهولته

''یہ تفسیر پختگی میں قدیم اور سہولت میں جدید انداز کی جامع ہے''۔

وسلکت فی هذه المحاضرات طریقة ربما تکون جدیدة میسرة (36)

''اور ان محاضرات میں، میں نے اکثر وہ طریقہ اپنایا ہے جو جدید اور آسان ہے''۔

آگے چل کر مزید لکھتے ہیں:

بل هو خلاصة لأراء مشاهر مفسرین فی القدیم والحدیث (37)

''بلکہ یہ تفسیر قدیم وجدید مشہور مفسرین کی آراء کا خلاصہ ہے''۔

پھر اپنے منہج کی وضاحت یوں کرتے ہیں:

حیث لخصت ماقاله المتقدمون والمتاخرون، وجمعت بین القدیم والحدیث (38)

''میں نے متقدمین اور متاخرین کے اقوال کی تلخیص کر دی ہے اور قدیم اور جدید کو جمع کر دیا ہے''۔

درجِ بالا اقتباسات سے یہ بات واضح ہوتی ہے کہ علامہ صابونی نے قدیم وجدید تحقیقات اور فقہی آراء ومذاہب کو جمع کر دیا ہے اور اس پر مزید اضافے کئے ہیں اور اپنی ذاتی صلاحیت واستعداد سے کام لے کر اس تفسیر کو قدیم وجدید کے حسین امتزاج کا شاہکار بنا دیا ہے متعدد مفید علمی بحثیں اور علم تفسیر سے متعلق معلوماتی مواد حسن ترتیب کے ساتھ جمع کر دیا ہے۔ یہ کتاب یقیناً تفسیری لٹریچر میں ایک قابل قدر اور مفید اضافہ ہے۔

19) اعتدال پسندی

شیخ صابونی ایک معتدل مزاج عالم دین ہیں۔ ان کی تحریر وتحقیق اور اجتہادی آراء میں تعصب بالکل نہیں پایا جاتا۔ وہ خود شافعی المسلک ہیں۔ مگر اپنی تفسیر میں اعتدال پسندی کی روش پر کامیابی سے گامزن نظر آتے ہیں بیشتر مقامات پر انہوں نے امام ابوحنیفہؒ کے مسلک کو ترجیح دی ہے''۔(39)

کبھی مسلک شوافع کو ترجیح دیتے ہیں۔(40)

کبھی دیانتداری سے جمہور کے دلائل ذکر کر کے انہیں ترجیح دیتے ہیں۔(41)

وقتاً فوقتاً مسلک اہل الظواہر کو بھی بیان کرتے ہیں۔(42)

کبھی مالکی مسلک کو ترجیح دیتے ہیں۔(43)

کبھی حنابلہ کے مسلک کو ترجیح دیتے ہیں۔(44)

مندرجہ بالا دلائل کی روشنی میں ہم کہہ سکتے ہیں کہ علامہ صابونی کے اندازِ تفسیر میں، ان کے انداز استدلال واستنباط میں نہ تو تقلید محض ہے اور نہ ہی ان کا انداز غیر مقلدانہ ہے، بلکہ وہ ایک معتدل مزاج مفسر قرآن ہیں۔

20) حواشی میں مشکل الفاظ کی وضاحت

ایک مفسر کیلئے عربی زبان، اس کے مفرد اور مشکل الفاظ کا جاننا بھی ضروری ہے تا کہ خالص عربی کو وہ اچھی طرح سمجھ سکے اور اسے تفسیر بیان کرنے میں کسی قسم کی دقت کا سامنا نہ ہو۔ مولانا سعید احمد اکبر آبادی لکھتے ہیں:

''قرآن حکیم سمجھنے کیلئے پہلی اور ابتدائی شرط عربیت ہے۔ جس کا ذوق زبان کے علومِ صرف ونحو اور معانی

وبلاغت کی مدد سے پیدا ہوتا ہے''۔(45)

یہی بات مولانا ابوالکلام آزاد نے لکھی ہے، چنانچہ وہ لکھتے ہیں:

''فہم قرآن کی صحت کیلئے عربی لغت وادب کا صحیح ذوق شرط اول ہے''۔(46)

علامہ حریری نے مفسر کیلئے ضروری علوم لکھتے ہوئے علم لغت کو سب سے مقدم رکھا ہے۔ وہ لکھتے ہیں:

''علم لغت کی مدد سے معلوم کیا جاتا ہے کہ فلاں مفرد لفظ کو کس معنی کیلئے وضع کیا گیا ہے۔

مجاہدؒ فرماتے ہیں:

''جو شخص اللہ تعالیٰ اور یوم آخرت پر ایمان رکھتا ہو، اس کیلئے حلال نہیں کہ لغت عرب میں مہارت حاصل کئے بغیر قرآن کریم میں رائے زنی کرے''۔(47)

عربی زبان دانی کی اسی اہمیت کے پیش نظر علامہ صابونی نے اپنی تفسیر میں پہلے تو التحلیل اللفظی کے تحت عربی الفاظ کی وضاحت کی ہے جو مفرد الفاظ وہاں نہیں بیان کئے، ان کے معانی تفسیری حواشی میں متعلقہ صفحے کے نیچے تحریر کئے ہیں۔ تفسیر ہذا کے درج ذیل مقامات دیکھئے:

1) الملق: الدعاء والتضرع (ملق کے معنی دعا اور عاجزی ہیں)۔(48)

2) الشطار: جمع شاطر والمراد بهم قطاع الطريق (شطار، شاطر کی جمع ہے بمعنی راہزن)۔(49)

3) نقهت: يقال نقه: أى صح من مرضه (نقھت کے معنی بیماری سے تندرست ہونا)۔(50)

4) وضيئة: ذات حسن وجمال (وضیئہ کے معنی حسن وجمال والی کے ہیں)۔(51)

5) الداجن: الشاة فى البيت (الداجن کے معنی گھریلو بکری ہیں)۔(52)

درجِ بالا مثالوں میں علامہ صابونی نے کس مہارت سے مشکل الفاظ کے معنی بیان کئے ہیں اور ان کے واحد یا جمع ہونے کی تصریح بھی کردی ہے۔ جس سے نادر اور مشکل الفاظ کی تفہیم بالکل آسان ہوگئی ہے۔ اس وصف میں وہ معاصر مفسرین میں ممتاز نظر آتے ہیں اور یہ وصف ان کی عربی زبان دانی کا بھی واضح ثبوت ہے۔

21) عربی اشعار سے استدلال

قرآن مجید کے مشکل الفاظ کی وضاحت صحابہ کرام اور تابعین بھی لغت عرب اور اشعار سے کرتے تھے۔ ابن الانباری کہتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ کے صحابہ کرام وتابعین رضی اللہ عنہم سے بھی قرآن مجید کے نادر اور پیچیدہ

الفاظ کی وضاحت کیلئے لغت اور شعر کو بطور شاہد پیش کرنا ثابت ہے۔ابن عباسؓ فرماتے ہیں:

اذا سألتمونی عن غریب القرآن فالتمسوہ فی الشعر، فان الشعر دیوان العرب (53)

''جب تم مجھ سے قرآن مجید کے نادر الفاظ کے بارہ میں پوچھنا چاہو تو انہیں اشعار میں تلاش کرو، کہ شعر عربوں کی پنچائت ہے''۔

علامہ محمد علی صابونی اپنی تفسیر میں جا بجا عربی اشعار سے بھی استدلال واستشہاد کرتے ہیں مثلاً:

1) ''سورۃ'' کا معنی بیان کرکے ''نابغہ ذبیانی'' کا درج ذیل شعر استدلال کرتے ہوئے پیش کرتے ہیں:

الــم تـــر ان اللہ اعـــطـــاک ســورـــة

تـــریٰ کـــل مـــلک دونهـــا یتـــذبـــذب (54)

2) ''آیاتِ بینات'' کے تحت آیۃ کی وضاحت میں درجِ ذیل شعر پیش کرتے ہیں:

وفـــــی کـــــل شـــــئ لــــــــــه آیةٌ

تـــدل عـــلـــــیٰ أنـــــــه واحــــد (55)

22) مفرد اقوال کا ذکر

علامہ شیخ صابونی تفسیر روائع البیان میں بعض اوقات ایسے مفسرین کے اقوال بھی درج کرتے ہیں، جن میں وہ متفرد ہوتے ہیں اور دوسرے مفسرین ان کا ساتھ نہیں دیتے۔مثلاً

وقیل المراد بالنکاح فی الآیة: الوطء وأنکر ذلک الزجاج وقال: لا یعرف النکاح فی کتاب اللہ تعالیٰ اِلا بمعنی التزوج (56)

''اور کہا گیا ہے کہ آیت میں نکاح سے مراد وطی ہے اور زجاج نے اس کا انکار کیا ہے اور کہا ہے کہ کتاب اللہ میں نکاح سوائے تزوج کے کسی اور معنی میں استعمال نہیں ہوا''۔

23) تکرار

شیخ محمد علی صابونی اپنی تفسیر میں کبھی کبھار تکرار بھی کر جاتے ہیں، مثلاً سورۃ النور کی ابتدائی آیات کی تفسیر میں دس لطائف لکھے ہیں نواں لطیفہ (اللطیفة التاسعة) میں وہی بات لکھی ہے، جو وہ آیت **الزانی لا ینکح**...... الخ کی تفسیر میں بیان کر چکے ہیں(57)

24) فقہی مذاہب کا بیان

شیخ صابونی اپنی تفسیر میں مختلف مذاہب و مسالک فقہیہ کو بھی وقتاً فوقتاً بیان کرتے ہیں، مثلاً:

سورۃ النور کی ابتدائی آیات کی تفسیر کے ضمن میں زنا کی سزا کے مختلف احکام ذکر کرتے ہوئے "**الحکم الخامس**" کے تحت لکھتے ہیں: **ماهو حدالذمی المحصن؟** ''شادی شدہ ذمی پر حد کیا ہوگی؟''

جواب میں لکھتے ہیں: **اختلف العلماء فی حد الذمی المحصن فذهب الحنفية اِلی أن حدَّه (الجلد) و ذهب الشافعية و الحنابلة اِلی أن حده الرجم** (58)

''علماء نے ذمی محصن کی حد میں اختلاف کیا ہے، پس حنفیہ کے نزدیک اس کی حد کوڑے ہے جبکہ شافعیہ اور حنابلہ کے نزدیک اس کی حد رجم (سنگسار کرنا) ہے''۔

25) استنباطِ احکام:

استنباط احکام کا تعلق اصولِ فقہ کے علم سے ہے لہٰذا احکامی آیات کی تفسیر کیلئے اِس علم کا ہونا بھی نہایت ضروری ہے۔

حضرت ضحاکؒ فرماتے ہیں:

حقٌ علیٰ کل من تعلم القرآن ان یکون فقیها (59)

''جو قرآن سیکھے اس پر فقیہ ہونا لازم ہے''۔

علامہ چشتی لکھتے ہیں:

''علم اصول فقہ بھی مفسر کیلئے ضروری ہے، اسے معلوم ہونا چاہئے کہ وہ آیات قرآنیہ سے احکامِ شرعیہ کا استنباط کس طرح کر سکتا ہے لہٰذا اسے اصول فقہ میں مہارتِ تامہ ہونا ضروری ہے تا کہ وہ حقیت و مجاز عام و خاص، ظاہر و خفی اور محکم و متشابہ میں امتیاز کر سکے''۔(60)

علامہ مرتضیٰ زبیدی نے بھی شرح احیاء العلوم میں علم فقہ کو مفسر کیلئے ضروری قرار دیا ہے۔(61)

علامہ صابونی مذکورہ تفسیر میں قرآنی آیات کی تفسیر بیان کر کے ان سے احکام و مسائل شرعیہ کا استخراج و استنباط بھی کرتے ہیں اور اس کیلئے عنوان قائم کرتے ہیں: الأحکام الشرعیہ

اور سورہ النور کے سلسلے میں انہوں نے بالتفصیل مستنبط احکام و مسائل بیان کئے ہیں۔(62)

26) احادیثِ مبارکہ سے استدلال

علامہ صابونی اپنی تفسیر میں بکثرت مقامات پر حدیث نبوی ﷺ سے بھی استدلال کرتے ہیں اور حدیث کو ماخذ تفسیر خیال کرتے ہیں مثلاً:

رجم کے سلسلے میں درجِ ذیل حدیثِ مبارکہ سے استدلال کرتے ہیں:

وبطريق التواتر أن النبي ﷺ أقام (حد الرجم) على بعض الصحابة ؓ كما عز ؓ والغامدية ؓ (63)

''اور متواتر طریق سے ثابت ہے کہ نبی اکرم ﷺ نے بعض صحابہ ؓ مثلاً ماعز ؓ اور غامدیہ ؓ پر حد جاری فرمائی''۔

27) اجماع صحابہ ؓ وتابعین ؒ کی حجیت

علامہ صابونی صحابہ کرام علیہم الرضوان اور تابعین عظام ؒ کے اجماع کو بھی حجت سمجھتے ہیں اور اپنی تفسیر میں اس سے استدلال بھی کرتے ہیں، مثلاً حد رجم کی بحث کے سلسلے میں تحریر کرتے ہیں:

وأمّا الرجم: فقد ثبت بفعل النبي (ﷺ) وقوله وعمله. وكذلك باجماع الصحابة والتابعين (64)

''اور رجم نبی اکرم ﷺ کے قول، فعل اور عمل سے ثابت ہے اور اسی طرح اجماع صحابہ ؓ وتابعین ؒ سے بھی ثابت ہے''۔

28) خوارج کا رد

شیخ صابونی نے نہ صرف قرآن مجید کی تفسیر احادیث وآثار صحابہ ؓ سے کی ہے بلکہ وہ اپنی تفسیر میں جابجا فرقِ باطلہ کا رد بھی کرتے ہیں۔ مثلاً رجم کے سلسلے میں خوارج کا مسلک بیان کرکے پھر ان کے دلائل کا ذکر کیا ہے اور پھر ان کے دلائل کا بھرپور رد کیا ہے۔ لکھتے ہیں:

استدل الخوارج على أن الرجم غير مشروع بأدلة ثلاثة، هي اوهنى من بيت العنكبوت (65)

''خوارج نے استدلال کیا ہے کہ رجم تین دلیلوں سے غیر مشروع ہے اور یہ دلیلیں مکڑی کے جالے سے بھی کمزور ہیں''۔

شیخ اپنے دلائل کا خلاصہ یوں ذکر کرتے ہیں:

ومراده أنهم احتجوا عليه بعدم وجود الرجم فى القرآن. سألهم عن عدد ركعات الصلوٰة، هل هى مذكورة فى القرآن؟ وعن مقدار نصاب الزكاة وشروط وجوبها، هل هو موجودٌ فى القرآن؟ فلما أقروا بأن هذا ثبت من النبى ﷺ ومِن فعل المسلمن أقام عليهم الحجة بذلك (66)

''اور خوارج نے قرآن میں رجم کے نہ ہونے سے حجت پکڑی ہے، ان سے پوچھ کہ رکعات نماز کی تعداد قرآن میں مذکور ہے؟ اور نصابِ زکوٰۃ کی مقدار اور اسکے وجوب کی شروط، کیا وہ قرآن میں ہیں؟ پس جب وہ اقرار کریں کہ یہ تو نبی اکرم ﷺ سے اور فعلِ مسلمین سے ثابت ہے تو یہی ان کے خلاف حجت بن جاتی ہے''۔

اس عبارت میں شیخ صابونی نے منطقی انداز سے استدلال کرتے ہوئے خوارج کا بھرپور رد کیا ہے اور جہاں بھی موقع ملتا ہے، علامہ صابونی اس سے بھرپور فائدہ اٹھاتے ہوئے فرقِ باطلا کا ردِ بلیغ کرتے ہیں۔

30)مسلکِ ظواہر کا بیان:

علامہ صابونی ظواہر کے فقہی مسلک کو بھی اپنی تفسیر میں بیان کرتے ہیں اور ان کے دلائل کا ذکر بھی کرتے ہیں۔ مثلاً لکھتے ہیں:

استدل الظواهر على الجمع بين الجلد والرجم (67)

''اہل ظاہر نے کوڑے اور رجم کے ایک ساتھ ہونے پر دلیل دی ہے''۔

اور اس کے ساتھ ہی ان کے دلائل بھی ذکر کرتے ہیں:

i) آئیہ کریمہ (الزاني والزانية) میں (اَل) جنس اور عموم کیلیئے ہے، پس اس میں تمام زنا کار شامل ہو گئے، البتہ محصن کے حق میں سنت نے رجم کا حکم زائد دیا ہے، پس اسے کوڑوں کے ساتھ ساتھ رجم بھی کیا جائیگا۔

ii) عبادہ بن صامتؓ کی حدیث کہ اگر شادی شدہ مرد دوسری شادی شدہ عورت سے زنا کرے تو انہیں سوسو

کوڑے اور پتھروں سے سنگساری کی سزا دی جائیگی۔

iii) حضرت علیؓ نے شراحہ کو کوڑے لگوائے، پھر رجم کر دیا اور فرمایا کہ میں نے اسے کوڑے کتاب اللہ کی روشنی میں اور رجم سنتِ رسول ﷺ سے کیا ہے۔(68)

29) مسلکِ جمہور کا بیان

علامہ صابونی اپنی تفسیر میں خوارج وظواہر اور آئمہ فقہاء کا مسلک بیان کرنے کے ساتھ ساتھ مسلک جمہور کو بھی بیان کرتے ہیں: مثلاً رجم کے سلسلے میں ہی لکھا ہے:

أدلة الجمهور: واستدل الجمهور على عدم الجمع بين الجلد والرجم ببضعة أدلة تلخصها فيما يلي

''جمہور کے دلائل: اور جمہور نے جَلد اور رجم کے اکٹھا نہ ہونے کا چند دلائل سے استدلال کیا ہے جن کا خلاصہ درج ذیل ہے''۔

اور پھر جمہور کے دلائل کا خلاصہ ذکر کرتے ہیں۔(69)

31) بعض دلائل کی ترجیح

شیخ صابونی نہ صرف مختلف مسالک ومذاہب کے دلائل وافکار بیان کرتے ہیں بلکہ ان میں سے بعض کو بعض پر ترجیح دے کر راجح اور مرجوح کا فیصلہ بھی کرتے ہیں، مثلاً ذمی محصن کی حد کے سلسلے میں احناف وشافعیہ کے دلائل ذکر کر کے مسلکِ شوافع کو ترجیح دیتے ہیں، لکھتے ہیں:

i) الترجیح: **ولعل ما ذهب اليه الشافعية أرجح لقوّة ادلتهم حيث أن النبى ﷺ رجم الزانيين من اليهود فكان ذلک حجة واضحة** (70)

''الترجیح: اور شاید مذہب شافعیہ ان کے قوی دلائل کی بنا پر زیادہ راجح ہے کیونکہ نبی اکرم ﷺ نے یہود کے زانیوں کو رجم کیا، پس یہ واضح حجت ہے''۔

اسی طرح اقامتِ حدود کا ذمہ دار کون ہے؟ اِس سلسلے میں پہلے جمہور کے دلائل ذکر کر کے کہ ان کے نزدیک آقا حد جاری کر سکتا ہے، پھر احناف کے دلائل ذکر کرتے ہیں کہ ان کے نزدیک ابنِ عمرؓ نے اپنی کسی لونڈی پر حد جاری کی، اگر وہ صحیح ہے تو یہ ان کی رائے تھی اور یہ آیت کے عموم سے متعارض نہیں ہے۔ یہاں آپ مسلک جمہور

کی ترجیح اس طرح بیان کرتے ہیں:

ii) الترجیح: **ولعل ماذهب اِليه الجمهور هو الأرجح سيما بعد أن وضَّحته السنة النبوية وتعزز بفعل بعض الصحابةؓ الأخيار** (71)

''الترجیح: اور جس طرح جمہور گئے ہیں وہ ارجع ہے۔اس کی وضاحت سنتِ نبویہ علیہ الصلوٰۃ والسلام سے ہوگئی ہے اور اسے قوت بعض صحابہؓ کے فعل سے حاصل ہوگئی ہے''۔

درجِ بالا سطور میں علامہ صابونی کی تفسیر کی چند خصوصیات ذکر کی گئی ہیں۔اگر بنظر غائر اس عظیم تفسیر کا مطالعہ کیا جائے تو بہت سے ایسے گوشے بھی یقیناً سامنے آئیں گے جو ابھی تک احاطۂ تحریر میں نہیں آ سکے۔المختصر یہ ایک سہل، عام فہم، جامع تفسیر ہے جو جدید دور کی نمائندہ تفاسیر میں ایک ممتاز مقام کی حامل ہے اور شیخ صابونی کی وسعتِ قلب ونظر کی آئینہ دار ہے۔

حوالہ جات

1) جصاص، احمد، ابوبکر: (م۔ 370ھ): احکام القرآن، مترجم: عبدالقیوم، مولانا، شریعہ اکیڈمی، بین الاقوامی یونیورسٹی، اسلام آباد، تقدیم، ط اول، 1999ء

2) حریری، غلام احمد، پروفیسر: تاریخ تفسیر ومفسرین، ملک سنز پبلشرز، فیصل آباد، 1989ء، ص7

3) صابونی، محمد علی: روائع البیان تفسیر آیات الاحکام من القرآن، مکتبۃ الغزالی، دمشق، سوریۃ، ط الثالثۃ، 1400ھ/ 1980ء، مقدمہ، ص8

4) حوالہ سابق

5) حوالہ سابق

6) قرطبی، محمد بن احمد: (م۔ 610ھ): الجامع لاحکام القرآن، شریعہ اکیڈمی، اسلام آباد، ط اول، 2004ء، مترجم: ڈاکٹر حافظ اکرام الحق یٰسین، مقدمہ، باب 4، ص58-57

7) صابونی: تفسیر مذکور: ج1، ص13

8) حوالہ سابق: ج2، ص5

9) حریری: تاریخ تفسیر ومفسرین، کتاب مذکور: ص242

10) صابونی: تفسیر مذکور: ج2، ص7

11) حوالہ سابق، ج1، ص283-282

12) حوالہ سابق، ج1، ص290-289

13) سیوطی، جلال الدین: (م۔911ھ): الاتقان فی علوم القرآن، مکتبۃ العلم، اردو بازار، لاہور، س ن، ج2، ص409

14) چشتی، مشتاق احمد: علم تفسیر اور مفسرین، مکتبہ مہریہ کاظمیہ، ملتان، ط اول، 1993ء، ص38

15) صابونی، محمد علی: التبیان فی علوم القرآن: مکتبۂ رحمانیہ، اردو بازار، لاہور، س ن، ص24

16) دہلوی، ولی اللہ: شاہ: (م۔1176ھ): الفوز الکبیر، ادارہ اسلامیات، انارکلی، لاہور، 1982ء، ص77

17) القرآن: سورۃ النور: 3

18) صابونی: تفسیر مذکور: ج2، ص11

19) حوالہ سابق: ج1، مقدمہ، ص8

20) سیوطی: الاتقان فی علوم القرآن، ج2، ص409

21) صابونی، تفسیر مذکور: ج1، ص192

22) قرطبی: تفسیر مذکور، مقدمہ، باب5، ص64

☆ ابن عطیہ کا پورا نام ابو محمد عبدالحق بن عطیہ اندلسی غرناطی ہے۔ 481ھ میں پیدا ہوئے۔ اندلس کے قاضی تھے، ذہانت وفطانت اور حسن فہم میں بے نظیر تھے۔ نہایت بلند پایہ عالم جلیل القدر محدث ومفسر، نحوی، لغوی اور شاعر وادیب تھے۔ ابن فرحون نے آپ کو مالکی فقہ کا ستون قرار دیا ہے۔ 546 میں وفات پائی۔ (حریری: تاریخ تفسیر ومفسرین، ص218)

23) سیوطی: الاتقان فی علوم القرآن، ج2، ص407

24) صابونی: تفسیر مذکور: ج1، ص310

25) محمد عبداللہ، ڈاکٹر: نظم وترتیب قرآن حکیم، مقالہ درعلوم القرآن، علامہ اقبال اوپن یونیورسٹی، اسلام آباد، ط اول، 2005ء، ص445، حوالہ سابقہ، ص447

26) زرکشی، محمد بن عبداللہ، بدر الدین: (م۔ 794ھ): البرھان فی علوم القرآن، دارالفکر، بیروت، 1400ھ، ج1، ص317

27) صبحی صالح، ڈاکٹر: علوم القرآن، ملک سنز پبلشرز، فیصل آباد، ط چہارم، 1994ء، ص220

28) ابن تیمیہ، احمد بن عبدالحلیم، (م728ھ): اصول تفسیر المکتبۃ السلفیۃ، لاہور، 2001ء، ص69

29) صابونی، تفسیر مذکور: ج1، ص248

30) سیوطی: الاتقان فی علوم القرآن، ج2، ص409

31) صابونی: تفسیر مذکور، ج1، ص370-367

32) حوالہ سابق: ج1، ص371

33) حوالہ سابق: مقدمہ، ج1، ص9

34) القرآن الحکیم: النساء: 19

35) صابونی: تفسیر مذکور: ج1،ص223
36) حوالہ سابق: ج1، مقدمہ، ص8
37) حوالہ سابق: ج1، مقدمہ، ص9
38) حوالہ سابق
39) تفصیل کیلئے دیکھئے: تفسیر مذکور: ج1،ص124، 151، ج2،ص204، 224
40) تفصیل کیلئے دیکھئے: ج2،ص214، ج1،ص292، 326، 338، 350
41) تفصیل دیکھئے: تفسیر مذکور: ج1،ص125، ج2،ص49، 68، 81، 140، 154
42) تفسیر مذکور: ج2،ص25، 26
43) تفصیل کے لیے دیکھئے تفسری مذکور، ج1،ص179، 188، 211، 292، 349، 417
44) حوالہ سابق: ج1،ص233، 269
45) اکبر آبادی، سعید احمد مولانا: (م: 1985ء): فہم القرآن، اسلامک بک کارپوریشن، اسلام آباد، 1992ء، ص15
46) آزاد، ابوالکلام، مولانا: (م۔1958ء): ترجمان القرآن، اسلامی اکادمی، اُردو بازار، لاہور، س۔ن، ج1،ص14
47) حریری: کتاب مذکور: ص242
48) صابونی: تفسیر مذکور: ج1،ص30
49) حوالہ سابق: ج1،ص164
50) حوالہ سابق: ج2،ص87
51) حوالہ سابق: ج2،ص87
52) حوالہ سابق: ج2،ص88
53) قرطبی: تفسیر مذکور: مقدمہ، باب5،ص64
54) حوالہ سابق: ج2، ص6
55) حوالہ سابق: ص7

56) صابونی:تفسیر مذکور:ج2،ص10

57) حوالہ سابق:ص15

58) حوالہ سابق:ج2،ص30

59) قرطبی:تفسیر مذکور:مقدمہ،باب4،ص58

60) چشتی: کتاب مذکور:ص39

61) زبیدی،محمد مرتضیٰ،سید: (م۔ 1205ھ): اتحاف سادۃ المتقین، داراحیاء التراث العربی، بیروت، 1414ھ/ 1994ء،ج4،ص541

62) صابونی:تفسیر مذکور:ج2،ص19

63) حوالہ سابق:ج2، ص21

64) حوالہ سابق:ص21

65) حوالہ سابق

66) حوالہ سابق،ص24

67) حوالہ سابق،ص25

68) حوالہ سابق،ص26-25

69) حوالہ سابق،ص27-26

70) حوالہ سابق،ص32

71) حوالہ سابق،ص34-33

مصادر و مراجع

1) آزاد، ابوالکلام، ترجمان القرآن، اسلامی اکادمی، اُردو بازار، لاہور

2) ابن تیمیہ، احمد بن عبدالحلیم: اصول التفسیر، المکتبۃ السلفیۃ، لاہور

3) اکبر آبادی، سعید احمد: فہم القرآن، اسلامک بک کارپوریشن، اسلام آباد

4) جصاص، احمد، ابوبکر: احکام القرآن، ترجمہ: عبدالقیوم، شریعہ اکیڈمی، بین الاقوامی اسلامی یونیورسٹی، اسلام آباد

5) چشتی، مشتاق احمد: علم تفسیر اور مفسرین، مکتبہ مہریہ کاظمیہ، انوار العلوم ملتان

6) حریری، غلام احمد: تاریخ تفسیر و مفسرین، ملک سنز پبلشرز، فیصل آباد

7) دہلوی، ولی اللہ، شاہ: الفوز الکبیر، ادارۂ اسلامیات، انارکلی لاہور

8) زبیدی، محمد مرتضیٰ، سید: اتحاف سادۃ المتقین، شرح احیائے علوم الدین، داراحیاء التراث العربی، بیروت، لبنان

9) زرکشی، بدرالدین: البرہان فی علوم القرآن، دارالفکر، بیروت

10) سیوطی، جلال الدین: الاتقان فی علوم القرآن، مکتبۃ العلم، اردو بازار، لاہور

11) صبحی صالح: علوم القرآن: ترجمہ: غلام احمد حریری، ملک سنز پبلشرز، فیصل آباد

12) عبداللہ، محمد، ڈاکٹر: نظم و ترتیب قرآن حکیم، مقالہ در علوم القرآن، علامہ اقبال اوپن یونیورسٹی، اسلام آباد

13) صابونی، محمد علی: روائع البیان تفسیر آیات الاحکام من القرآن، مکتبۃ الغزالی، دمشق، سوریۃ

14) صابونی، محمد علی: التبیان فی علوم القرآن: مکتبۂ رحمانیہ، اردو بازار، لاہور

15) قرطبی، محمد بن احمد: ابوعبداللہ: الجامع لاحکام القرآن، ترجمہ: پروفیسر ڈاکٹر اکرام الحق یٰسین، شریعہ اکیڈمی، بین الاقوامی اسلامی یونیورسٹی، اسلام آباد